روشنی

(دوم)

اردو کی معاون درسی کتاب دسویں جماعت کے لیے

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ، پٹنہ

محکمہ تعلیم، حکومت بہار سے منظور

صوبائی کونسل برائے تعلیمی تحقیق و تربیت (SCERT) بہار، پٹنہ کے تعاون سے پورے صوبہ بہار کے لئے

© بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ، پٹنہ

پہلی اشاعت	2010-11	
دوسری اشاعت	2011-12	25,000
تیسری اشاعت	2012-13	20,000
چوتھی اشاعت	[illegible]	[illegible]
پانچویں اشاعت :	2014-15	25,000

قیمت : Rs. 17.00

شائع کردہ :

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ

پاٹھیہ پستک بھون، بدھ مارگ، پٹنہ–800001

مطبوعہ : یونیورسل پریس، [illegible]، باقر گنج، پٹنہ-۴

اپنی بات

روشنی کا دوسرا حصہ ہمارے تعلیمی تحقیق و تربیت کے ادارے [illegible] گیا ہے [illegible] جماعت [illegible] کے لیے کتابیں تیار کر رہا ہے۔ اس طرح یہ ادارہ اپنے [illegible] کے مطابق اس کی تکمیل میں اہم [illegible] رہا ہے۔ اب دوسری جماعت کی [illegible] درسی کتابیں [illegible] اس ادارے کے ذریعے تیار ہونے کے بعد طباعت و اشاعت کے مراحل طے کر کے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے قومی [illegible] نصاب میں کہا گیا ہے [illegible] سے معیاری نصاب تعلیم تیار کیا گیا ہے اور اس کے مطابق ماہرین کی [illegible] کے ذریعے تمام مضامین کی کتابیں تیار [illegible] کے مطابق [illegible] سے [illegible] طلبا و طالبات کی دلچسپی میں اضافہ ہو گا [illegible] آسانی [illegible] خاص خیال رکھا گیا ہے اور [illegible] تعلیم کو معیاری [illegible] قوی امید ہے کہ یہ کتابیں اس مقصد کو پورا کریں گی۔

ہمارا [illegible] کی جانب سے [illegible] کتاب [illegible] ماہرین کی [illegible] سے کتابیں تیار کرا لی جا سکیں۔ میں ان ماہرین کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میری گزارش ہے کہ کتاب میں جہاں کہیں کوئی نقص نظر آئے تو ہمیں اس کی اطلاع ضرور دیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کا ازالہ اور اس کی اصلاح کی جا سکے۔

[illegible]

[illegible]

چند الفاظ نئے نصاب اور معاون درسی کتاب کے بارے میں

دسویں درجہ کے لیے اردو کی کتاب آپ کے سامنے ہے۔ اس کتاب کی تیاری میں ہمارے اردو زبان کے ماہرین درس کی ایک ٹیم نے جو پانچ ماہ کی مدت کے دوران سخت عرق ریزی کی ہے۔ اس کتاب کی ترتیب میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ دسویں درجہ کے طلبا کے ذہنی معیار کے پیش نظر تمام اصناف ادب سے نئے نئے اسباق شامل کیے جائیں اور طلبا نے سیکھنے کا رجحان کی تلاش کی جائے۔ متن کے انتخاب میں بھی اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ طلبا اور اساتذہ کو درس و تدریس کے دوران جدت اور تازگی کا احساس ہو اور طلبہ کے ذہن میں اردو زبان و ادب کا ذوق و شوق پیدا ہو۔

درسی کتابوں کی ترتیب اور متن کے انتخاب میں مرتبین کا میلان روایتی رہا ہے۔ اس میلان سے قدرے انحراف کرتے ہوئے متن کے انتخاب و ترتیب میں جدید دور، بدلتے ہوئے تعلیمی ذوق وغیرہ امور کا بھی پیش نظر رکھا گیا ہے تا کہ طلبا صرف یہ کہ تعلیمی مسائل کو اچھی طرح سمجھ لیں بلکہ بدلتے ہوئے حالات سے اپنے آپ کو ذہنی طور پر ہم آہنگ کر سکیں اور وہ اپنے عہد کی زبان سے اچھی طرح روشناس ہو جائیں۔ کیوں کہ گزرتے ہوئے وقت اور بدلتے ہوئے حالات میں زبان کے تقاضے بھی بدلتے رہتے ہیں۔

زیر نظر معاون درسی کتاب "روشنی حصہ دوم" کے نام سے ہے جو دسویں درجہ کی درسی کتاب "درخشاں حصہ دوم" کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔ اس کتاب کی پیشکش کا مقصد طلبا کے اندر اضافی مطالعہ کا ذوق و شوق پیدا کرنا ہے۔ اس کتاب میں ہندوستانی ادب کا تصور کے عنوان سے ہندوستان کی ادبی و لسانی تہذیب، یکجہتی اور قومیت کی تاریخ کو پیش کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف زبانوں کے ادب سے افسانے اور نظمیں بھی شامل ہیں۔ مختصر یہ کہ زندگی کا کام کی یہ کتاب ہندوستانی ادب کے تصور پر مختصر اگرچہ پر روشنی ڈالتی ہے۔

کتاب کی ترتیب و تزئین میں اردو کے دانشوروں نے جو کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں ان سے ہمارا وقار بلند ہوا ہے۔ مختلف زبانوں کے علاوہ اردو کی اس کتاب کو بھی انہی عرق ریزی کے ساتھ شعبہ لسانیات کے

صدر شعبۂ اردو جناب ڈاکٹر ... اور دوسرے معاونین نے بیحد اہم رول ادا کیا ہے۔ ہم تمام اراکین کے خصوصی طور پر ممنون ہیں۔

اس طرح کتاب کی ترتیب میں موضوعات کے انتخاب اور ہمارے طویل مدتی مقاصد کو اگر ہمارے ذہین طلبا نے سمجھ لیا تو ہم اپنی کامیابی تصور کریں گے۔

حسن وارث

(ڈائرکٹر)

الحسنات [illegible] رامپور (یوپی)

انٹرویو

حسن وارث [illegible] لی [illegible]

رکھشندہ [illegible] (...) [illegible] اسکول [illegible]

ڈاکٹر قاسم خورشید، صدر شعبہ [illegible]

ڈاکٹر سید [illegible] احمد [illegible] بہار

مقالے

پروفیسر رحیم اللہ [illegible] صدر شعبہ [illegible] دہلی [illegible]

ڈاکٹر قمر اعظم [illegible] پٹنہ

محمد [illegible] اکبر [illegible] اسکول [illegible]

فخر الدین عارفی [illegible]

حسن احمد [illegible]

ڈاکٹر نثار احمد فیضی [illegible]

مشتاق [illegible]

فکر پارے

پروفیسر اسرار الحق [illegible]

پروفیسر [illegible] قریشی [illegible]

ادب کے تراشے

اعجاز عالم [illegible]

فہرست

مقالہ

• ہندوستانی ادب کا تصور	[illegible]	1

افسانے

1. [illegible]	[illegible]	18
2. [illegible]	[illegible]	24
3. سورج کا گھوڑا	[illegible]	30
4. آدمی	[illegible]	61
5. [illegible]	[illegible]	71
6. [illegible]	[illegible]	76

نظمیں

1. [illegible]	[illegible]	85
2. دعا	[illegible]	87
3. [illegible]	[illegible]	89
4. انسان	[illegible]	91
5. وہ ملاقات	[illegible]	94

ہندوستانی ادب کا تصور

ہندوستان ایک کثیر لسانی ملک ہے یہاں کم از کم چار خاندان السنہ سے تعلق رکھنے والی ہند آریائی، دراوڑی، تبتی چینی اور آسٹرک سے وابستہ زبانیں اور بولیاں بولی جاتی ہیں جن کی تعداد سیکڑوں میں ہے۔ ان کے رسم الخط بھی الگ الگ ہیں اور جغرافیائی علاقے بھی مختلف ہیں لیکن اس کے باوجود ان زبانوں میں ادب کی جو تخلیق ہوتی ہے اس سے بہ حیثیت مجموعی ہندوستانی ادب کا ایک واضح تصور ابھر کر سامنے آتا ہے۔ یہ تصور دراصل ہندوستان کی دیرینہ تہذیب، یکجہتی اور قومیت کا مظہر ہے۔ جس طرح مختلف رنگ، نسل، تہذیب، زبان اور مذہب و عقائد کے پیرو اقوام و لوگ یکجہتی میں قومیت کے لحاظ سے ہندوستانی ہیں، اسی طرح الگ الگ رسم الخط، زبان وغیرہ کے باوجود ان زبانوں کا تخلیقی ادب بھی ایک ہندوستانی ادب کا تصور پیش کرتا ہے۔

حصول آزادی کے بعد ہندوستان میں علاقائیت کے بڑھتے رجحان اور لسانی اختلاف سے الگ الگ ریاستوں کی تشکیل کے باوجود ہندوستان کی مختلف زبانوں میں ادب کی جو تخلیق ہوتی ہے اس سے ہندوستانی ادب کی صورت کے تصور کو تقویت ملتی ہے۔ ملک کے زبان و ادب میں اس ملک کی تہذیب و تمدن کی عکاسی ہوتی ہے۔ ہندوستانی ادب کی تخلیق بھی یہاں کی قدیم یکجہتی پر مبنی ہے۔ خواہ اردو ہو جو مشترکہ تہذیب کی زبان ہے یا ہندی، بنگلہ، سنسکرت، اڑیا، تمل، تیلگو، ملیالم، کشمیری، گجراتی، مراٹھی، پنجابی، آسامی وغیرہ، غرض تمام زبانوں کے ادبیات میں اس اصول و تہذیبی وحدت کی ہی عکاسی ملتی ہے۔ ہندوستان کے باشندوں میں ظاہری طور پر خواہ جتنے بھی اختلافات ہوں لیکن بحیثیت ایک قوم ان کی تہذیب، سوچ، فکر، طرز اور عمل یکساں ہے اور یہ ایک اٹل حقیقت ہے جو ہندوستان کی تہذیبی یکجہتی کی مثال کو پیش کرتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ ان ہندوستانی زبانوں کے ادبیات میں منعکس ہو کر ایک واضح ہندوستانی ادب کو بھی متشکل کرتی ہے۔

آئین ہند میں جو ہندوستانی زبانیں درج ہیں، ان میں ہندی، اردو، آسامی، اڑیا، کنڑ، کشمیری، کونکنی،

گجراتی، کنڑی، تمل، تیلگو، نیپالی، پنجابی، بنگلہ، بودو، منی پوری، مراٹھی، ملیالم، میتھلی، سنتھالی، سنسکرت، سندھی وغیرہ ہیں۔ انگریزی بین الاقوامی زبان ہے جبکہ ہندی ملک کی قومی زبان ہے اور اردو زبان بھی کم و بیش ملک کے تمام حصوں میں بولی جاتی ہے اور بعض ریاستوں میں یہ دوسری سرکاری زبان ہے۔ بشمول عربی و فارسی دیگر زبانیں بھی ملک کے مخصوص خطوں، حلقوں اور علاقوں میں کثرت سے نہ صرف بولی جاتی ہیں بلکہ ان میں ادب کی بھی تخلیق ہوتی رہی ہے۔ بعض زبانیں اتنی ترقی یافتہ ہو گئی ہیں ان کا اتنا اچھا خاصا علمی و ادبی سرمایہ جمع ہو گیا ہے کہ ان کے ادبیات کو بہ آسانی مغربی ادبیات کے مقابل میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ ذیل میں بعض ہندوستانی زبانوں کے ادبیات کا مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے جن سے رنگا رنگ پھولوں سے سجے اور نکہت و نور میں بسے ایک خوشنما گلدستے کی شکل میں ہندوستانی ادب کا واضح تصور ابھر رہا ہے۔

ہندی ادب ہندی زبان کھڑی بولی سے نکلی ہے جس کا ماخذ شورسینی اپ بھرنش ہے۔ یہ ہندوستان کی قومی زبان ہے۔ لفظ "ہندی" فارسی زبان کا لفظ ہے۔ ایران کے لوگ "س" کا تلفظ "ہ" کرتے تھے۔ اس لیے انھوں نے دریائے سندھ کے آس پاس کے علاقے کو "ہند" اور یہاں کے رہنے والے لوگوں کو "ہندی" کہا۔ بعد میں پورے ہندوستان کے لیے "ہند" اور یہاں کے رہنے والوں کے لیے "ہندی" لفظ کا استعمال ہونے لگا۔

ہندی ادب کے آغاز کا زمانہ 1000ء مانا جاتا ہے۔ یہ راجہ بھوج کا عہد تھا۔ ہندی ادب کو چار مخصوص ادوار یعنی ویرگاتھا کال یا آدی کال، بھکتی کال، ریتی کال اور آدھونک کال میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہندی کے پہلے شاعر آچاریہ سرہپا تسلیم کیے جاتے ہیں۔ ودیاپتی، امیر خسرو، کبیر، گورکھ ناتھ، پورن گیانی، جگنک، نرپتی ناتھ، چند بردائی، عبدالرحمٰن وغیرہ ہندی کے قدیم شعراء میں خصوصی اہمیت کے حامل شاعر ہیں۔ ان کے علاوہ ملک محمد جائسی، قطبن، منجھن، شیخ نبی، قاسم شاہ، نور محمد، ملا داؤد، کیشو آچاریہ، سورداس، تلسی داس، میرا بائی، رس خان، نروتم داس، والمیکی، بہاری لال، رسم ناتھ وغیرہ ہندی ادب کے بھکتی کال اور ریتی کال کے اہم شعرا ہیں۔

ہندی ادب کا جدید دور 1803ء میں نثری ادب سے شروع ہوتا ہے۔ اس دور میں منشی سدا سکھ لال، سید انشاء اللہ خاں، للو لال، سدل مشر وغیرہ نے ہندی نثر کو فروغ دیا۔ ان میں سے پہلے تین فورٹ ولیم کالج، کلکتہ سے وابستہ تھے۔ یوں تو ان مصنفوں کی تحریروں سے ہندی کے نثری ادب کا آغاز ہوا لیکن باقاعدہ اور باضابطہ طور پر

ہمارا تہذیبی ورثہ ہندوستانی ہے اس کے آغاز کا سہرا حاصل ہے۔

اردو زبان ہندی کی طرح اردو بھی کھڑی بولی کی پیداوار ہے۔ اس لیے اردو اور ہندی دونوں بہنیں کہا جاتا ہے۔ یہ خالص ہندوستانی زبان ہے اور مشترکہ تہذیب کی علامت ہے۔ پنڈت دتاتریہ کیفی نے اردو کو سنسکرت کا لفظ قرار دیا ہے جو دو الفاظ اُر اور دو کے مرکب سے بنا ہے۔ سنسکرت میں اُر کے معنی ہیں دل اور دو کے معنی دو ہیں۔ یعنی اردو دو دلوں کی زبان ہے۔ ہندوستان میں ہندو اور مسلمان دو قوموں کی آمد و رفت ہے۔ انھیں دو قوموں کے آپسی میل جول سے ایک نئی زبان پیدا ہوئی جسے اس لیے اردو (مشترکہ تہذیب کی زبان) کہا جاتا ہے۔

اردو کی ابتدائی پرورش و پرداخت صوفیوں کی آغوش میں ہوئی۔ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، بابا فرید گنج شکر، خواجہ بختیار کاکی، خواجہ معین الدین چشتی، حضرت امیر خسرو، شیخ عین الدین گنج العلم جیسے بزرگان دین اور صوفیائے کرام نے اس زبان کی آبیاری کی۔ اس سلسلے میں بابائے اردو مولوی عبدالحق نے اپنی کتاب "اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا حصہ" میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ جب اردو بولنے والے عام ہوئے تو شعرائے کرام کی طبع آزمائی بھی ہوئی۔ مسعود سعد سلمان اس زبان کے پہلے شاعر ہیں لیکن ان کا کلام دستیاب نہیں ہے۔ حضرت امیر خسرو کو ہی اردو کا پہلا شاعر تسلیم کیا جاتا ہے۔ انھیں کی مشہور غزل کا مطلع یہ ہے:

زحال مسکیں مکن تغافل دورائے نیناں بنائے بتیاں
کہ تاب ہجراں ندارم اے جاں نہ لیہو کاہے لگائے چھتیاں

اس طرح اردو شاعروں کی محبوب زبان بن گئی۔ حالات بھی سازگار تھے۔ دکن میں بہمنی، قطب شاہی اور عادل شاہی سلطنتوں کے دوران اس زبان کی خوب پذیرائی ہوئی۔ اردو شاعری کے پہلے دبستان کا سہرا دکن کو ہی حاصل ہے جیسے حیدرآباد، بیجاپور، گولکنڈہ وغیرہ اردو کے اہم ادبی مراکز رہے۔ دبستان دکن میں غزل کے علاوہ مثنوی اور مرثیہ کو کافی فروغ حاصل ہوا۔ قلی قطب شاہ اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر ہیں۔ اس دبستان کے اہم شعرا میں شاہ میراں جی، ولی دکنی، سراج دکنی، قلی قطب شاہ، غواصی، ابن نشاطی، نصرتی وغیرہ ہیں۔ تقریباً ایک صدی میں اردو زبان نے باقاعدہ ایک ادبی حیثیت اختیار کر لی۔ پھر اردو نے سب سے پہلے دلی کا رخ کیا۔ دہلی میں آکر اس نے دبستان کی شکل اختیار کر لی۔ اس دبستان کو فروغ دینے والوں میں شاہ حاتم، آبرو، ناجی، مضمون، سراج الدین علی

خان آرزو، حاتم، دہلوی، مظہر جان جاناں، میر، سودا، درد، نظیر اکبر آبادی، غالب، مومن، ذوق، میر حسن وغیرہ کے نام نے لائق خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔ دہلی کی تباہی کے بعد اس کا ادبی مرکز لکھنؤ منتقل ہو گیا جہاں آتش، ناسخ، انیس، دبیر، نواب مرزا شوق، جرأت، انشا، رنگین وغیرہ جیسے نامی گرامی شعراء نے اس زبان کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور دبستان لکھنؤ کی شمع روشن کی۔ اس کے بعد اردو ادب نے عہد جدید کا آغاز ہوتا ہے۔ حسرت، حالی، اقبال، چکبست، شاد عظیم آبادی، مجاز، فراق، جگر، اختر، جوش، فیض، شکیل، مظہری، علی سردار جعفری، مخدوم محی الدین، ن۔ م۔ راشد، اختر شیرانی، اختر الایمان، کلیم عاجز، جمیل مظہری، ناصر کاظمی، احمد فراز، احمد ندیم قاسمی، پروین شاکر، مجید امجد، یاس، اکبر، عمیق حنفی، لطف الرحمن، سلطان اختر، مظہر امام، سرور جہان آبادی، شان الرحمن، محمود سعیدی، قاسم خورشید وغیرہ نے اردو کے شعری سرمایہ میں گرانقدر اضافے کیے جس کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ غرض کہ ادب کی تمام شعری و نثری اصناف کو اردو نے گلے لگا کر اسے جو وسعت عطا کی ہے۔ اردو ادب آج بھی معاشرہ میں نئے نئے ادبی تحریکات و رجحانات سے بھی دوچار رہا ہے۔ اصلاحی، رومانی، ترقی پسند، جدیدیت اور مابعد جدیدیت تحریک ہر عہد میں زمانے کا ساتھ دیتے ہوئے اردو ادب نے اپنا ارتقائی سفر جاری رکھا ہے۔

شاعری کی طرح اردو کا نثری ادب بھی بیش قیمت سرمایہ سے مالا مال ہے۔ اردو نثر کا آغاز گیارہویں صدی میں حضرت شیخ عین الدین گنج العلم کے یہاں اردو کا قدیم نمونہ ملتا ہے۔ شاہ محمد حسینی کی کتاب 'معراج العاشقین' اردو کی پہلی باقاعدہ نثری کتاب ہے۔ اس کتاب کو پہلے خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سے منسوب کیا جاتا رہا ہے لیکن یہ دراصل شاہ محمد حسینی کی تصنیف ہے۔ ان کے علاوہ سید عبدالرحمن چشتی نے بھی شیخ عبدالقادر جیلانی کی تصنیف 'نشاط العشق' کا ترجمہ اردو میں کیا۔ شاہ حسن اشتیاق نے بھی تین کتابیں لکھ کر اردو کے ابتدائی نثری سرمایہ میں گرانقدر اضافہ کیا۔ میراں جی کی تصانیف، سید محمد قادری، سید شاہ میر وغیرہ دکنی نثر نگاروں کی کتابیں ہیں۔ ملا وجہی کی 'سب رس' ادبی نوعیت کے لحاظ سے زیادہ اہم کتاب ہیں۔ لیکن ان سے اردو کے آغاز و ارتقا کے بارے میں بخوبی پتہ چل جاتا ہے۔ شمالی ہند کے اردو نثر نگاروں میں فضل علی فضلی، انشاء، میر عطا حسین خاں تحسین، مولوی اسماعیل، میر امن، شیر علی افسوس، میر بہادر علی حسینی، حیدر بخش حیدری، نہال چند لاہوری وغیرہ اہم ہیں، جن کے تراجم اور تخلیقی عمل سے اردو کے نثری ادب کو قابل قدر سرمایہ حاصل ہوا۔ ان کے علاوہ اردو کے نامور نثر نگاروں میں رجب علی بیگ سرور، مرزا غالب، سرسید احمد

خاں، فضلِ حق، سجاد حسین، محمد حسین آزاد، شبلی، حالی، ذکاء اللہ، نواب محسن الملک، چراغ علی، مولانا ابوالکلام آزاد وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ اردو تنقید و تحقیق میں مولوی عبدالحق، عبادت بریلوی، کلیم الدین احمد، نواب امداد امام اثر، حالی، قاضی عبدالودود، مسعود حسین رضوی، مسعود حسین خان، نصیر الدین ہاشمی، محمود شیرانی، وارث کرمانی، پروفیسر احتشام حسین، سید اعجاز حسین، تمکین کاظمی، احتشام حسین، آل احمد سرور، خلیل الرحمن اعظمی، اور رشید حسن خاں، قمر رئیس، شمس الرحمن فاروقی، گوپی چند نارنگ، وہاب اشرفی، سید جعفر، لطف الرحمن، ممتاز احمد، قمر اعظم ہاشمی، ابوالکلام قاسمی، محمد حسن، وارث علوی، شارب ردولوی وغیرہ کے اسمائے گرامی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ اردو فکشن میں ڈپٹی نذیر احمد، پنڈت رتن ناتھ سرشار، عبدالحلیم شرر، مرزا ہادی رسوا، پریم چند، قرۃ العین حیدر، جیلانی بانو، عزیز احمد، انتظار حسین، جوگندر پال، عبداللہ حسین، رشید النساء، حجاب امتیاز علی، کرشن چندر، بیدی، عصمت چغتائی، سہیل عظیم آبادی، اختر اورینوی، شکیلہ اختر، حسن عظیم آبادی، غیاث احمد گدی، الیاس احمد گدی، کلام حیدری، ذکی انور، پیغام آفاقی، مشرف عالم ذوقی، غضنفر، اوکاڑوی، عبدالصمد، حسین الحق، شفق، شوکت حیات، قاسم خورشید وغیرہ نے اس فن کو معراج کمال عطا کیا۔

اس کے علاوہ طنز و مزاح میں منشی سجاد حسین، پطرس بخاری، رشید احمد صدیقی، کنہیا لال کپور، فرقت کاکوروی، احمد جمال پاشا، مشتاق احمد یوسفی، شفیق الرحمن، شاہد احمد دہلوی، ابن انشاء، شوکت تھانوی، امتیاز علی تاج، ضمیر جعفری، محمد مجیب، مجتبیٰ حسین، یوسف ناظم وغیرہ جیسی گراں قدر شخصیات ہیں جن سے اس اصناف کو خاصا فروغ حاصل ہوا۔ اردو ادب کا کارواں یہیں سے آگے بڑھتا ہے اور اب کے ساتھ جاری و ساری ہے۔ اردو ادب اس مقام پر پہنچ گیا ہے جہاں یہ فخر سے کہہ سکتا ہے کہ کسی بھی ترقی یافتہ ادب کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

[illegible] تمل ابتدائی قدیم زبان ہے اور اس کا ادب بھی اسی قدر بہت پرانا ہے۔ اس لئے اس کے آغاز سے متعلق قطعی طور پر کچھ بھی کہنا بہت مشکل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تمل ادب کا بہت بڑا حصہ ... سمندر میں غرقاب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی بہت ساری تمل تخلیقات بھی معدوم ہو گئیں۔ کئی اصول تخلیقات میں ایک تخلیق ایسی تھی جس کے ابتدائی صفحات تباہ ہو گئے تھے جس کی وجہ سے اس تخلیق یا اس کے تخلیق کار کا اصل نام پتہ نہیں چل سکا۔ ماہرین نے اس تخلیق کا نام ... رکھا۔ جس کے معنی ہیں بہت قدیم تخلیق۔ اس طرح تخلیق کار کا نام بھی ... رکھ دیا گیا۔ بہرحال اس تخلیق کے مطالعہ سے یہ انکشاف ہوا کہ یہ تمل کی سب سے پہلی تخلیق ہے لیکن اس

سے قبل بھی بعض تحقیقات سے قطع نظر بندی کی اور کی۔

تمل ادب کے ابتدائی دور میں تمل عوام میں تمل تہذیب و ثقافت کی بنیاد بھی ہو سے اپنے ملک میں اور تمام ہی نوع انسان ہمارے بھائی بہن ہیں۔ اس سے بنی نوع انسان کے بارے میں تمل عوام کے نظریے کا پتہ چلتا ہے۔ بعد میں فرقہ وارانہ فساد کے سبب ان کا یہ نظریہ بدل گیا اور وہ مختلف فرقوں کے شکار ہو گئے۔ لیکن تروولور، تو ملار، جی وا ایجر جیسے سادھو سنتوں نے اپنی تخلیقات سے ترسیل سے باہمی اشتراک، مقاموں، مذہبی اتحاد اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو جوڑنے دیا ہے۔ ان کا تمل عوام پر بڑا اثر تھا۔ انگریزی دور میں سے اندر لگایا دراوڑ تحریک آزادی کے بعد انگریزی اور جنوبی کے خلاف ان کی تحریک ضرور ہے لیکن جب تمام ہی مسائل پر تمام آپسی اختلافات کو فراموش کر کے تمل عوام مملکت ہند کے ساتھ کامل یکجہتی کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ روز قدیم سے ہی تمل عوام پورے ہندوستان کو اپنا ملک سمجھتے آئے ہیں اور اپنی تحریر و تقریر میں ہندوستانی تمل قوم کی ایک بڑی اور ان کے تمل جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔ بیسویں صدی میں تمل کے مشہور شاعر کو اور انہوں نے ملی اور قومی تک گئے تھے اور وہاں ملک قائم کر کے قومی اتحاد کا پیغام دیا۔ مشہور شاعر اعظم سبرامنیم بھارتی نے اپنی شعری زبان میں کہا کہ ہمارا ہے بھارت کی سرزمین قدیم ہے ہم سب ایک قوم اس کی اولاد ہیں۔

غرض تمل ہندوستان کو اپنا مادر وطن سمجھا اور وطن دوستی کو اپنا اہم فریضہ تصور کیا اور کسی حد تک دنیا کے عوام سے بھی تمل ان سے محبت اپنی حیثیت کا اظہار کیا۔ تمل ادب کا ان حقائق پر گہری نظر ہے۔ اپنے اس بنیادی نظریے کے ساتھ تمل ادب روز افزوں ترقی کے منازل طے کر رہا ہے۔

تیلگو ادب
آندھرا پردیش جنوبی ہند کی ایک اہم اور خوش حال ریاست ہے۔ یہاں کی زبان تیلگو ہے۔ جدید ہندوستانی زبانوں میں اسے ایک اہم مقام حاصل ہے۔ اس کا دائرہ بہت وسیع اور ہمہ گیر ہے۔ اس زبان کا آغاز دوسری صدی عیسوی کے بعد ہوا۔ تیلگو ایک بہت ہی شیریں زبان ہے اس کے استعمال میں شہد جیسی مٹھاس ہوتی ہے۔ تیلگو میں شہد کو تینے کہا جاتا ہے۔ لاحقہ کے اضافے سے یہ تینگو ہو گیا اور زمانہ کے فرق ہونے کے سبب لفظ تینگو کا تیلگو ہو گیا۔ تیلگو زبان کی طرح تیلگو ادب بھی بہت شیریں اور دلکش ہے۔ تیلگو ادب ایک ہزار سال قدیم ہے۔ تیلگو ادب کو دس ادوار میں بانٹا گیا ہے۔ جس کا آغاز 200 سال قبل مسیح سے ہوتا ہے۔ ۱۰۰۰ء تک

سے بڑے ادیب نرمد چند آئے ہیں جن کے نام پر اس عہد کو نرمد عہد کہا جاتا ہے۔ گجراتی ادب کا دور وسطی

پندرھویں صدی سے انیسویں صدی تک پھیلا ہوا ہے۔ 1850ء سے اس کا دور جدید شروع ہوتا ہے۔ گجراتی ادب کے

مشہور شاعروں میں شامل بھالن، سورتی، واسے چند، ہیرانند سورتی، ادنگ ، پریم آنند، دیو سنگھ، نرسی، کے ان ، پریا

نند، بھالن، ساملہ، شامل، دیارام، دیوراج، دیوچند، ادم، دولت رام، رسکھ، پریتم، بانا لال، دلپت رام کے

نام بہت مشہور ہیں۔

گجراتی ادب میں ایک دور گاندھی جی کا بھی 1915ء سے 1940ء تک رہا ہے۔ گجراتی ادب میں اس دور کے

قوم مہاتما گاندھی کے نظریات کے جو اثرات مرتب ہوئے، اس دور کو گاندھی عہد کہا جاتا ہے۔ مہاتما گاندھی خود

بھی ایک اچھے مصنف تھے۔ انہوں نے گجراتی میں مضمون، خود نوشت وغیرہ لکھ کر گجراتی ادب کی گرانقدر خدمت کی

ہے۔ اس دور کی ممتاز ادبی شخصیات میں مہادیو بھائی ڈیسائی، کشور لال مشروالا، نرہری بھائی پاریکھ، کاکا کالیلکر، جگت رام

سوامی آنند، کنہیا لال منشی، رمن لال دیسائی، گوردھن رام ترپاٹھی، ہیمچندر، دھنسکھ لال مہتا، امرت لال ویگڑ، جیوتی، جواہر

لال ، جہانگیر، ہمیں ... جدید دور کے اہم شعرا میں رتی لال، سوندرم، امرت لال، راجیندر شاہ، ہری ندر دوے، امرت گھائل،

مکرند دوے، جینتی لال، نرنجن بھگت، پریہ کانت منیار، جگدیش جوشی، شیکھر، جیئی، ہری کرشن پاٹھک، عادل منصوری، چینو مودی

افسانہ نگاروں میں چندر کانت بخشی، رگھویر چودھری، مدھو رائے، پنّا لال پٹیل، سروج پاٹھک، وینیش، بکل پٹیل،

کشور جادو، دھیرو بین پٹیل، جیوتش جانی، رادھے شیام شرما، چینو مودی، اشوک ، ہیمانی وغیرہ کے نام اہم ہیں۔

گجراتی ادب کو بہت بہت فروغ حاصل ہے جس میں خصوصیت کے ساتھ گجراتی عوام کی ہمتیں، ثقافتی اور

مذہبی قدروں کی عکاسی ہوتی ہے۔ اس میں ہمیں ہندوستانی اقدار کی ترجمانی ہے جو کہیں مغربی قدروں سے زیادہ

اظہار دلکش۔ گجراتی ادب کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ گجراتی ادیبوں کا ہندی کے تئیں خاص لگاؤ رہا ہے۔ اس کا

سلسلہ دور قدیم سے ہی جاری ہے۔ آج بھی گجراتی ادیبوں کا ہندی کے تئیں بے حد پیار ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ

گجراتی اور ہندی دونوں زبانیں ہندوستانی ادب کے وقار میں گرانقدر اضافہ کر رہی ہیں۔ گجراتی ادب کا مستقبل

تابناک ہے۔

ہندوستان کی دیگر جدید زبانوں کی طرح گجراتی زبان کا آغاز بھی دسویں صدی

تمل ادب میں تمام اصناف پر مشتمل بھرپور ادبی سرمایہ ہے انسانی زندگی کی مختلف کیفیات اور اس کے حالات پر تمل ادب کی گہری نظر رہی ہے اور یہ سلسلہ ارتقائی سفر طے کرتا رہا ہے۔ یہ بات بھی خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ابتدائی دور میں تمل اور سنسکرت کی بنیاد گوئی پر چلنے والے علما اور ادبا کی مجاز سے الگ ہو رہی تھی۔ جو اب اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر ہندوستانی ادب میں گرانقدر اضافہ کر رہا ہے۔

کنڑ ادب — جنوبی ہند میں کرناٹک ایک مشہور ریاست ہے جس کی زبان کنڑ ہے۔ کنڑ دراوڑی خاندان کی ایک خاص زبان ہے کہ وہ سنسکرت کا رشتہ بہت پرانا ہے۔ نویں صدی کی ایک ادبی تخلیق کوی راج مارگ ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس زبان میں اس سے قبل ہی ادب کی تخلیق ہونے لگی تھی۔ اس کتاب میں کرناٹک، کنڑ زبان و ادب، گرامر وغیرہ کے علاوہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ یہ دراصل شاعروں کی رہنمائی کرنے والی کتاب کہی جاتی ہے۔ اس میں والوے، ناگارجن، دیے چندم، وغیرہ نثر نگاروں کا ذکر ہے۔ ان کے ساتھ ہی اس کتاب میں شری وجے، انبھٹور، پنڈت، چندر، لوک پال جیسے شاعروں کے نام کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

کنڑ ادب کے دور جدید کا آغاز 1800ء سے ہوتا ہے۔ اس دور کی ایک اہم بات یہ ہے کہ جنوبی ہندوستان کی تخلیقات منظر عام پر آئیں جو حقیقی طور پر کنڑ ادب کے لیے فخر کی بات ہے۔ اس کے توسط سے ہندوستانی ادب کے گرانقدر سرمائے میں اضافہ ہوا ہے۔ جن شاعروں کے شاہکار کارنامے شائع ہوئے ان میں گووند، مصور، رتنا، کلیل، رشمی، ایودھیا، ہریہر، راگھو سنکا، وغیرہ خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ بیگ شعرا میں بھی، رام، ماسٹر، پی ایس رام، گیری کرشن کمار، شاہ، وغیرہ بھی اہم ہیں جنہوں نے مختلف شعری اصناف کے توسط سے کنڑ ادب کے سرمائے میں گرانقدر اضافہ کیا ہے۔ ناول اور کہانی لکھنے والوں میں احمد، پورنچندر، تیجسوی، رام چندر شرما، شانتی ناتھ دیسائی، کلیل، محمد، اننت مورتی، وغیرہ دوسرے اہم ہیں۔ تمام شعری و نثری اصناف میں انگریزی تخلیقات سے بھی کنڑ ادب کو ہندوستانی ادب میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔

گجراتی ادب — ریاست گجرات کی زبان گجراتی ہے۔ گجراتی ادب کے آغاز کا سال 1183ء تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہ عہد قدیم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ عہد تقریباً تین سو برسوں پر محیط ہے۔ اس عہد کے سب

اس طرح ہیں (۱) قبل ننّیا دور (۲) ننّیا دور (۳) شیوکوی دور (۴) تکنّا دور (۵) ایرّا دور (۶) [illegible] (۷) دکنی دور (۸) جنوبی آندھرا دور (۹) انحطاطی دور (۱۰) جدید دور۔ ہر چند کہ اس دور میں شروعات ہے سے گیارہویں صدی تک ترجمے کا کام خصوصیت کے ساتھ ہوا۔ ننّیا دور کے ساتھ ہی تلگو میں شعری تخلیق شروع ہوگئی۔ ننّیا ایک درباری شاعر تھا جس نے سنسکرت کے مہابھارت کا تلگو میں ترجمہ کیا تھا۔ یہ تلگو کی پہلی تخلیق مانی جاتی ہے۔ یہ ۱۰۵۱ء کا ہے۔ تلگو میں بہت سا ایسا ادب ملتا ہے جو صنف میں دلکش سرمایہ رکھتا ہے۔

بیسویں صدی کی آخری دہائی میں اقلیتی ادب کو فروغ حاصل ہوا۔ تلگو میں یہ اقلیتی ادب صرف مسلمانوں تک ہی محدود رہا ہے۔ مسلم فرقہ کے جذبات و احساسات کی عکاسی اس ادب سے ہوگی۔ اس میں مسلمانوں کی بیچارگی، عدم تحفظ، ان کی وفاداری اور قومیت پر شک کا اظہار، ان کی سماجی اور اقتصادی پسماندگی اس کے خاص موضوعات ہیں۔ قادر محی الدین، جہ خلیل اللہ، اسماعیل، شیخ قاسم، افسر، حنیف، یعقوب، امان الدین، علیم، محبوب، شیخ یوسف، شاہجہاں بیگم وغیرہ اقلیتی ادب کے اہم ادبا اور شعرا ہیں۔

تلگو ادب ایک ہزار سال کا اپنا طویل ارتقائی سفر طے کر چکا ہے۔ اس دوران تلگو ادبا اور شعرا نہایت حساس رہے ہیں اور معاشرے پر ان کی گہری نظر رہی ہے۔ انہوں نے اپنے ادبی فن کے ذریعے سماج کی تعمیر و تشکیل کا سلسلہ جاری رکھا اور یہی وجہ ہے کہ آج تلگو کا ادب کافی ترقی یافتہ ہے اور یہی خاصیت اسے ہندوستانی ادب میں ایک خاص مقام عطا کرتی ہے۔

ملیالم ادب: ملیالم ہندوستان کی مشہور ریاست کیرالا کی زبان ہے۔ یہ ریاست کنیا کماری سے لے کر گوکرن تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس ریاست کو ملیالم/ملبار بھی کہتے ہیں۔ اسے ملیالم کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ پہاڑی علاقہ ہے۔ ملیالم زبان میں 'ملا' کے معنی پہاڑ اور 'الم' کا مطلب سطح ہے۔ اس طرح ملیالم کی زبان ملیالم ہوگی۔ اس طرح کیرالا نام پڑنے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ زمانہ قدیم میں یہاں چیر خاندان کے راجہ حکومت کرتے تھے اس لئے اسے چیرلم بھی کہتے ہیں۔ زمانے کے ساتھ چیرل سے چیرل اور بعد میں 'چ' 'ک' میں بدل گیا۔ اس طرح چیرل کیرل بن گیا۔ زمانہ قدیم میں اس ریاست کے لئے سنسکرت ادب میں 'کیرم' لفظ کا استعمال ہوتا تھا۔

ملیالم زبان کی پیدائش کے بارے میں چار نظریات ہیں۔ پہلا نظریہ یہ ہے کہ یہ زبان سنسکرت سے نکلی ہے۔ دوسرا خیال یہ ہے کہ ملیالم سنسکرت اور تمل کی آمیزش سے بنی ہے۔ تیسرا خیال یہ ہے کہ یہ ملیالم زبان تمل کی ذیلی زبان ہے اور چوتھا نظریہ اسے اصل دراوڑی زبان کی ایک آزاد شاخ تصور کرتا ہے۔ ملیالم زبان کی پیدائش کے بارے میں یہ چوتھا نظریہ ہی زیادہ قابلِ قبول نظر آتا ہے۔

ملیالم ادب کی تاریخ کافی پرانی ہے۔ [illegible] سے آگے رہا ہو۔ بہرحال اس کے ادب کو تین ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا دور قدیم ہے جو تقریباً نویں صدی سے تیرہویں صدی تک رہا ہے۔ یہ ملیالم کا ابتدائی عہد ہے۔ اس دور میں ملیالم پر تمل کا زیادہ اثر دکھائی دیتا ہے۔ عہد کے آخری ایام میں ملیالم پر سنسکرت کے بھی اثرات پڑنے شروع ہو گئے تھے۔ پہلے دور کا ملیالم ادب لوک گیتوں کے سرمایے سے عبارت ہے۔

دوسرا دور وسطی ہے جو چودہویں صدی سے لے کر اٹھارہویں صدی تک پھیلا ہوا ہے۔ اس عہد میں تمل سے کے ساتھ ساتھ ملیالم کا تعلق کافی مستحکم ہو گیا اور کئی شاعر اور تخلیقات ملیالم زبان میں منظرِ عام پر آئیں۔ تیسرے دور کا آغاز انیسویں صدی سے ہوا۔ اس عہد کے آغاز سے ملیالم ادب کی قربت انگریزی ادب سے ہو گئی۔ جس کے سبب ملیالم میں کئی ادبی تحریکات و رجحانات اُبھر کر سامنے آئے۔ اس عہد میں نثری ادب کو بھی کافی فروغ حاصل ہوا ہے۔

ملیالم ادب کے معتبر شعرا میں مادھو پنیکر، شنکر پنیکر، رام پنیکر، آشان، ویلون شری، [illegible] ایم۔ [illegible] کے نام [illegible] اور نثر نگاروں میں [illegible] تقی ادب [illegible] ملیالم شاعری کو معراج کمال عطا کیا۔ ملیالم کے [illegible] [illegible]

حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اکادمی ادب پاکستان سے الگ ان زبان میں پہلے آریائی اور ایرانی زبان بھی شامل تھی لیکن
دراوڑین اور پھر دو ہزار صدی عیسوی میں یہ دونوں زبانیں ان سے الگ ہو گئیں۔ اس کے بعد ہی الگ زبان واضح
اور الگ شکل اختیار کر گئی۔ پنجابی زبان میں سنسکرت، فارسی، عربی، ترکی، انگریزی اور دیگر زبانوں کے بھی الفاظ مستعمل
ہیں۔ یہ زبان ہند آریائی خاندان کی ایک بڑی اور ادبی سرمایہ سے بھرپور زبان ہے۔

پنجابی ادب کی تاریخ کو مختلف ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مثلاً دور قدیم، دور وسطی
اور دور جدید۔ پنجابی ادب کو ترقی دینے اور فروغ دینے والی اہم شخصیات میں بابا فرید، وارث شاہ، بلھے شاہ، سلطان باہو
شامل ہیں جنہوں نے اپنے کلام سے پنجابی ادب کو مالا مال کیا۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، شاہ حسین، حضرت سلطان باہو اور بلھے
شاہ کے صوفیانہ کلام اور وارث شاہ کی ہیر نے پنجابی ادب کو عروج پر پہنچایا۔ میاں محمد بخش کی سیف الملوک بھی اہم تصنیف ہے۔
جدید دور میں بھی شاعروں اور ادیبوں نے اس زبان میں بہت کام کیا ہے۔ استاد دامن، شریف کنجاہی، منیر نیازی اور دیگر نے پنجابی نظم
اور غزل میں اپنا حصہ ڈالا ہے۔ انہوں نے وطن سے محبت کا اظہار کیا اور پاکستان کی تحریک میں بھی حصہ لیا۔ اس کے علاوہ بے شمار
نظمیں لکھی گئیں جن میں اپنے وطن سے گہری عقیدت کا اظہار کیا گیا ہے۔ یہ کلام بھی علامہ
اقبال کی نظم ہے جو پنجابی زبان سے اردو میں ترجمہ کی گئی اور پاکستان سے قومی ترانے میں شامل ہے۔

ماہرین لسانیات کا خیال ہے کہ پنجابی ابتدائی طور پر ایک بولی تھی جو
شورسینی اپ بھرنش سے نکلی تھی۔ بولی سے زبان بننے تک پنجابی نے ایک لمبا سفر طے کیا جو تین مرحلوں میں ہوا۔ آغاز میں
بعد پنجابی ادب کی تاریخ کو چار ادوار میں بانٹا گیا ہے۔ پہلا دور قدیم ہے جو 1000ء سے 1500ء تک رہا ہے۔
دوسرا دور وسطی ہے جو 1850ء تک رہا ہے۔ تیسرا دور جدید ہے جو 1850ء سے 1947ء تک رہا اور چوتھا معاصر
ادب ہے جو 1947ء کے بعد اب تک جاری ہے۔

پنجابی ادب کے آغاز کے بارے میں اختلاف رائے ہے۔ پنجابی نقاد سب ایک طویل عرصے تک
پنجابی ادب کا آغاز بابا فرید کی شاعری سے مانتے رہے۔ بعض محققین حضرت بابا فرید الدین گنج شکر سے پہلے
پنجابی ادب کا آغاز مانتے ہیں۔ پنجابی ادب کی تاریخ میں کئی اہم صوفی شعرا کو بھی اہم مقام
حاصل ہے۔ شاہ حسین، سلطان باہو، بلھے شاہ، وارث شاہ، میاں محمد بخش اور خواجہ غلام فرید کے نام اس ضمن میں اہم ہیں۔

شاہ حسین، وارث شاہ کی شعری تخلیقات نے پنجابی ادب کو جس طرح وسعت عطا کی تھی، بھائی ویر سنگھ، پورن سنگھ، [illegible] دھنی رام چاترک، [illegible] پروفیسر موہن سنگھ، امرتا پریتم، [illegible] آزاد، [illegible] پریتم سنگھ [illegible] شیو کمار بٹالوی، [illegible] وغیرہ ایسے شعرا ہیں جنھوں نے اپنی تخلیقات سے پنجابی ادب کے سرمایے میں گراں قدر اضافہ کیا ہے۔ پنجابی فکشن میں بھائی ویر سنگھ، نانک سنگھ، [illegible] کرتار سنگھ دگل، [illegible] وغیرہ کے نام خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔

دیگر اصناف میں بھی پنجابی ادب کا سرمایہ ہے جو ہندوستانی ادب میں پنجابی ادب کو اہم مقام عطا کرتا ہے۔ اس ادب میں خاص طور سے پنجاب کی ثقافت، رسم و رواج اور [illegible] کی ترجمانی ملتی ہے۔

مراٹھی ادب مراٹھی، ریاست مہاراشٹر کی زبان ہے۔ اس کے جنوب میں دراوڑی زبانوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس کی تشکیل کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ [illegible] کے اطراف کی بولی نے ادبی مراٹھی کی حیثیت اختیار کر لی۔ یہ جنوبی ہندوستان کی آریائی زبان ہے اور اس کا رسم الخط دیوناگری ہے۔ ادبی زبان کے اعتبار سے یہ ہندوستان کی ممتاز ترین زبانوں میں شمار کی جاتی ہے۔

مراٹھی ادب کی تاریخ کے آغاز کے تعلق سے محققین کے درمیان اتفاق رائے نہیں ہے۔ لیکن اس بات پر سبھی کا اتفاق ہے کہ مراٹھی کے پہلے شاعر مکند راج ہیں جنھوں نے 1188ء میں [illegible] مذہبی تصنیف کی تخلیق کی۔ [illegible] سنسکرت کی مذہبی کتابوں میں پیش کی گئی تعلیمات جو ایک خاص طبقے تک محدود تھیں، انھیں عوام الناس کی زبان یعنی مراٹھی میں لکھنے کا اہم کام مکند راج نے انجام دیا تھا۔ اس حقیقت سے مراٹھی ادب کے آغاز کی تاریخ کا صحیح اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

بہرحال مراٹھی ادب کے مورخین نے مراٹھی ادب کو تین ادوار میں تقسیم کرنے کی کوشش کی ہے۔ پہلا دور مراٹھی ادب کا قدیم عہد ہے جو 1200ء سے 1800ء پر مشتمل ہے۔ دوسرا دور 1800ء سے 1947ء تک پھیلا ہے اور

اسے مراٹھی ادب نے جدید وطنی سے جوڑ دیا گیا ہے۔ تھیریٹ، وی ایس کھانڈیکر کے بعد اب تک نے مراٹھی ادب کو
عالمی سطح تک لایا گیا ہے۔

مراٹھی ادب کے قدیم شعرا میں گیانیشور، نام دیو، ایکناتھ، تکارام، سمرتھ رام داس، مکتیشور، وامن پنڈت، رگھوناتھ پنڈت، موروپنت، رام جوشی، ہونا جی بالا وغیرہ خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کے بعد کیشو سُت، رام چندر گووند کرشن شاستری، چپلونکر، شاعری، کیشو سُت، بالکوی، ونایک، تامبے، مادھو جولین، یشونت، گرشش، انیل وغیرہ نے مراٹھی شاعری کو اعلیٰ مقام تک پہنچا دیا۔ مراٹھی ادب کی جس شاعری کو شروع میں [illegible] تسلیم کرتے تھے وہ آج سماج کی تعمیر کا ترجمان بن گئی ہے۔

شاعری کے علاوہ مراٹھی ادب کا نثری سرمایہ بھی کم نہیں ہے۔ قدیم الطاف تک اس کا وافر سرمایہ ہے۔ مراٹھی افسانہ میں بابا پدمن جی، ہری نارائن آپٹے، ان کی [illegible] وی ایس کھانڈیکر، وامن ملہار جوشی، گوپی ناتھ تلوکر وغیرہ کے نام اہم ہیں جنہوں نے مراٹھی ناول اور افسانے کو کافی فروغ دیا۔

مہاراشٹر ریاست کے قیام کے بعد مراٹھی ادب کی ترقی کی رفتار تیز ہوگئی ہے۔ گرچہ اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کو انگریزی سے لگاؤ ہے لیکن عوام کے تعاون سے مراٹھی ادب کی ترقی و اشاعت جاری و ساری ہے۔

آسامی ادب: ہندوستان کے شمال مشرقی سرحد پر واقع ریاست آسام کی زبان آسامی ہے۔ آسامی غیر منقسم آسام کی بھی زبان رہی ہے۔ آسام سے ناگالینڈ، اروناچل، میگھالیہ اور میزورم وغیرہ الگ ہو گئے لیکن اس کے باوجود ان تشکیل شدہ نئی ریاستوں میں آسامی زبان کی ترویج و اشاعت جاری ہے۔ آسامی ہندوستان کی آریائی زبان ہے۔ گریرسن کی تقسیم زبان کے مطابق شمالی ہندوستان کی جدید آریائی زبانیں، بنگالی، اڑیہ اور بہاری میں شامل ہوتی ہیں۔ آسامی زبان کا تعلق بھی مشرقی ہندوستان کی زبانوں سے ہے جس میں آسامی کے ساتھ ساتھ بنگلہ، اڑیا اور بہاری بولیاں آتی ہیں۔ اس طرح آسامی، بنگلہ اور اڑیا زبانیں آپس میں بہنیں ہیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ آسامی زبان بنگلہ زبان کی بیٹی ہے۔ گرچہ آسامی زبان کی تاریخ بنگلہ سے الگ اور مختلف ہے لیکن

وہاں زبانوں کے اثر سے جمالیات میں کافی اختلاف پیدا ہوگیا ہے۔

بہرحال آج آسامی ادب اپنی جامعیت کے لحاظ سے ہندوستانی ادب میں اہم مقام رکھتا ہے۔ اس کا ماضی جتنا تابناک رہا ہے، اس کا مستقبل بھی اتنا ہی تابناک ہے۔ آسامی ادب فی زمانہ عصری مسائل کی ترجمانی میں کسی سے پیچھے نہیں ہے۔ شاعری، نثر، تنقید، ڈرامہ، لطیف ادب، طنز و مزاح، ادب اطفال، افسانہ، ناول، سفرنامہ، سوانح، سائنسی ادب اور صحافت میں آج اسے وافر سرمایہ حاصل ہے۔

آسامی ادب کو جن اہم شخصیات نے سرمایۂ کمال عطا کیا ان میں لکشمی ناتھ بیز بروا، ہیم چندر گوسوامی، [illegible] ... [illegible] وغیرہ کی خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ان کے علاوہ آسامی ادب میں [illegible] ... [illegible] وغیرہ خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔ آسامی ادب کی ترقی و اشاعت اور اس کا ارتقائی سفر پورے آب و تاب کے ساتھ جاری ہے۔

اڑیا: ریاست اڑیسہ کی زبان ہے۔ [illegible] ... زبان کو آسامی یا اور کسی بھی زبان سے ... اڑیا زبان ... بہت مشکل ہے۔ ... زبان کی ایک بولی ... لیکن حقیقت میں ... ہے۔

اڑیا زبان کی ادبی روایت سنسکرت کی مرہون منت ہے۔ اڑیسہ میں سنسکرت کے متعدد شاعر اور مصنف پیدا ہوئے ... سنسکرت ... صاحب تصنیف بھی تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ اڑیا زبان کو سنسکرت، پالی، پراکرت اور اپ بھرنش سے فروغ حاصل ہوا ہے۔ اڑیا ادب کی تاریخ کو ... گیا ہے۔ اس کو عہد قدیم ساتویں صدی سے ... صدی کے نصف تک اور عہد جدید ... سے اب تک کے عرصے پر پھیلا ہے۔

عہد جدید میں اڑیا ادب کو ایک نئی سمت ملی۔ انیسویں صدی کے نصف میں عہد جدید کا آغاز مغربی تعلیم و تہذیب کے اثرات سے شروع ہوا۔ 1803 میں اڑیسہ انگریزوں کے اختیار میں آیا۔ اس سے اڑیسہ کے سیاسی، سماجی، مذہبی اور تعلیمی شعبوں میں جو بے مثال تبدیلیاں آئیں، ان سے اڑیا ادب کو ایک اہم اور نئی سمت کی جانب گامزن ہونے کا موقع ملا۔ جدید اڑیا ادب اسی کا نتیجہ ہے۔ اسی عہد میں ڈرامہ، ناول، شاعری، نظم، تنقید، نثر غرضکہ ادب کی تمام اصناف میں اڑیا ادب کو فروغ حاصل ہوا۔

اس عہد کے اہم ادبا و شعرا میں مدھو سودن راؤ، رادھا ناتھ رائے، [illegible] چندر، [illegible] وغیرہ، [illegible] سوہن سیناپتی، [illegible]، [illegible] ... پٹنائک، [illegible] کے قابل ذکر ہیں۔ اس [illegible] میں چندر شیکھر [illegible] ... گوپی ناتھ مہانتی، [illegible] پٹنائک، ڈاکٹر [illegible] کے علاوہ [illegible] اہم ہیں جنہوں نے اپنی تخلیقات سے اڑیا ادب کو مالا مال کیا۔ بحیثیت مجموعی طاقت اور توانائی کے ساتھ اڑیا ادب کا ارتقائی سفر جاری ہے۔

ہماری بولیوں میں جو زبانیں شامل ہیں ان میں سنتھالی، ملکی اور [illegible] ہیں۔ سنتھالی [illegible] کے علاقوں میں [illegible] اور اس کے اطراف میں بولی جاتی ہے۔ [illegible] [illegible] (شاہ آباد) [illegible] وغیرہ کے اضلاع میں بولی جاتی ہے۔

سنتھالی اور ملکی ایک دوسرے سے قریب ہیں چونکہ بہت سی باتوں میں ان دونوں سے کس قدر مختلف ہے۔ ڈاکٹر [illegible] [illegible] سنتھالی اور ملکی سے مختلف بہاری بولیوں سے ایک علیحدہ زبان قرار دیتے ہیں۔

بہر حال بہاری بولیوں میں سنتھالی کو ایک اہم مقام حاصل ہے جس نے اب زبان کا درجہ حاصل کر لیا ہے۔ یوں تو اس زبان کا رسم الخط دیوناگری ہے لیکن ڈاکٹر [illegible] کے مطابق اس کے علاوہ سنتھالی رشموں کا ایک رسم الخط بھی ہے جسے [illegible] کہتے ہیں جو بنگالی رسم الخط سے ملتا جلتا ہے۔

سنتھالی زبان کے اصل [illegible] سنتھالی کے عظیم شاعر و ادیب ہیں۔ جنہوں نے سنتھالی ادب کے سرمایہ میں قابل

قیمتی اضافہ کیا۔ ان کے نقشِ قدم پر چل کر [illegible] وغیرہ شعرا نے اپنی تخلیقی خدمات سے میتھلی ادب کے ابتدائی سرمایہ کو مالا مال کر دیا۔

میتھلی کے دیگر اہم شعرا میں [illegible] وغیرہ ہیں۔ میتھلی کے ناول نگاروں اور کہانی کاروں میں [illegible] وغیرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

المختصر یہ کہ جہاں دورِ قدیم اور دورِ وسطیٰ سے میتھلی ادب صرف گیتوں تک محدود تھا اور ان میں موضوعات کے تنوع کا فقدان تھا وہاں دورِ جدید اور خصوصاً آزادی کے بعد سے میتھلی ادب میں مختلف اصناف مروج ہوئیں اور شاہکار تخلیقات منظرِ عام پر آئیں۔ میتھلی ادب روز افزوں ترقی سے ہمکنار ہو رہا ہے۔ اس کی ترقیاتی رفتار ہنوز جاری ہے۔

مذکورہ بالا تمام ہندوستانی زبانوں کے ادبیات کے مطالعے میں جو ایک خاصیت قدرِ مشترک کے طور پر نمایاں ہے وہ یہ ہے کہ ان میں ہندوستانی تہذیب، ثقافت، تمدن و معاشرت، تصوف، بھگتی، قومی اتحاد و یکجہتی، حب الوطنی، انسان دوستی، محبت و بھائی چارگی، رواداری، باہمی ربط، انسانی آدرشوں اور قدروں کی پاسداری، ظلم و استحصال کے خلاف صدائے احتجاج، نئے سماج و معاشرے کی تعمیر و تشکیل جیسے مختلف النوع موضوعات کی عکاسی یکساں طور پر کی گئی ہے اور یہی وہ بنیادی خاصیت ہے جو ہندوستانی ادب کے تصور کو طاقت و توانائی عطا کرتی ہے۔

اپنا جائزہ لیجیے

1. ہندوستانی ادب سے کیا مراد ہے؟ واضح کیجیے۔
2. ہندوستانی زبان سے کون سی زبانیں مراد ہیں؟

iii. ہندوستان میں موجود کسی دس علاقائی زبانوں کے نام لکھیے۔

iv. اردو سے متعلق کیا اہل زبان کی وجہ معروف سے ملی آئی ہے؟

v. اردو کا آغاز کن عوامل اور حالات سے ہوا؟ پانچ جملوں میں جواب دیجیے۔ ۸

عملی سرگرمیاں

i. ہندوستان کے آس پاس میں دو مختلف زبانوں کے بارے میں لکھیے۔

ii. اردو کے آغاز اور ارتقا پر ایک مضمون لکھیے۔

iii. پنجابی زبان کے آغاز و ارتقا کا جائزہ لیجیے۔

iv. ہندی اور اردو کے لسانی رشتوں کا جائزہ لیجیے۔

v. موجودہ ہندوستان کی زبانوں کی تعداد سے متعلق ایک مختصر مضمون لکھیے۔

ہوتی لڑکی سے خوبصورت لڑکے ہونے چاہئیں یہ بہر حال آپ سب پر منحصر ہے"

اس وقت بیوت اگلے طور پہ شارہ اس کی زندگی میں داخل ہوئی۔ اور وہ کل جو بات کی اتفاق تھی۔

گوپی ناتھ اتفاق سے آفس سے گھر پہنچا تو دیکھا وہ اسے پہل کر رہا ہے۔ جب وہ دوپہر میں پہنچا تو پتا چلا کہ وہ ایک عورت ہے جب اسے معلوم نہیں تھا وہ شارہ اپنے گوپی ناتھ سے اسے مخلص بنا کر اپنے ہوتے بتانے کی خاطر اتنی آئے تو انہیں لیکن اس نے ان کی [illegible]۔

"تمہارا باہر روٹھا لیکن کیسی ساعت آخر تعلق کے لیے گوپی ناتھ سے۔"

وہ وہاں سے کی طرف بڑھیں اس کے ہاتھ میں ایک بڑی سی [illegible] اس کی آنکھیں لال ہو رہی تھیں۔ [illegible] اب بھی کیا یہی انتہا ہے [illegible] جیسے کوئی گائے شیر کی طرف دیکھے۔ گوپی ناتھ نے اسے [illegible] ہاتھ سے دروازہ بند کر دیا۔

"تمہیں کہاں جانا ہے"

"تم دوسرے کمرے میں جا کر بیٹھ جاؤ [illegible]

میرا کام گوپی ناتھ سے ہے۔ ایک معمولی [illegible]؟"

"شارہ!" وہ رو پڑی۔

گوپی ناتھ [illegible] کے کمرے سے چلے گئے تو شارہ کے پاس پہنچا تو وہ [illegible] بیٹھی تھی۔

"شارہ تم چائے پیو گی نا؟"

شارہ کے چہرے پر تشکرات [illegible] تھی۔

وہ آہستہ آہستہ چائے پینے لگے۔

"کیا غصہ آ رہا ہے؟"

شارہ بولی: "نہیں، اس لڑکی پر غصہ آتی ہوں۔"

"انہیں تم بھی دوسرے کمرے میں [illegible]"

شارہ نے [illegible] دروازہ بند کر کے [illegible] کمرے میں [illegible]

شاردا نے دروازہ کھولا۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟" گوپال ناتھ نے کرسی کھینچتے ہوئے اس سے خیریت دریافت کی۔

"ہاں۔"

"تم ہوگئی؟" پھر اس نے صابن، منجن، تولیہ وغیرہ لے کر غسل خانہ کی طرف توجہ کی۔ اس کے بعد تھرماس میں چائے اور ناشتہ تیار کیا۔ شیو بنایا، کپڑے بدلے۔ گوپال ناتھ نے بھی غسل کیا اور دونوں نے ساتھ میں ناشتہ کیا۔

شاردا کا چہرہ اداس تھا۔ گوپال ناتھ دفتر جانے کے لئے تیار ہوا۔ پھر اس نے شاردا سے سوال کیا۔

"تم کہاں جا رہی ہو؟" شاردا نے کچھ نہیں کہا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

"دہلی کیوں ہو؟"

"یوں ہی۔" شاردا نے نظریں جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا واپس جانا چاہتی ہو؟"

"نہیں تو۔"

"پھر کہاں جاؤ گی؟"

"مجھے معلوم نہیں۔ پھر جانے کی کوئی جگہ بھی نہیں ہے۔"

"میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔" کچھ دیر دونوں چپ رہے۔

"مجھے تم سے پیار ہے۔ میں ... کی ضرورت نہیں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ ہم دونوں اپنی زندگی ایک ساتھ گزاریں۔"

"میں کیسے مان لوں؟"

"تمہارا تو کوئی نہیں ہے۔ میں آج تم سے شادی کرنے کو تیار ہوں۔"

"آپ کچھ نہیں جانتے" وہ ... سے ... پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"رونے لگے ... نے اسپتال میں ایک بچے کو جنم دیا ہے۔"

کچھ دیر کے لئے دونوں کے درمیان خاموشی چھا گئی۔

"تب بچہ کہاں ہے؟"

"مر گیا۔"

"شوہر؟"

"میں غیر شادی شدہ ہوں۔"

"بچے کا باپ؟"

"میرا کلاس فیلو ۔۔۔ اسے اپنے مستقبل کے بارے میں سوچنا ہے۔ وہ شاعر ہے۔ امتحان کے بعد وہ کالج ہی میں ملازم ہو جائے گا۔" اس نے اس کا نام بھی بتا دیا۔

"بس اتنا ہی! زندگی رونے کے لئے نہیں ہے۔ تم سے ایک غلطی ہوئی ہے۔ تمہارے ساتھ دھوکا ہوا ہے۔ مجھے شادی کرنی ہے۔ میرے گھر میں صرف میری ماں ہے۔ ایک بہن ہے جس کی شادی ہو چکی ہے۔ میرے پاس کوئی دولت نہیں۔ اخبار میں ہوں۔ اس اخبار کا مدیر، چپڑاسی تک میں ہی ہوں۔"

"لیکن میں کسی سے پیار نہیں کر سکتی۔"

"شاید! تم مجھ پر بھروسا کر سکتی ہو۔"

پھر دونوں کی قانونی طور پر شادی ہو گئی۔ قصہ اب اختتام پر آ گیا۔ ساتویں محفل کے ایک پروگرام میں شاعر صدارت کر رہا تھا ... نظر آیا۔ گویا ناتھ نے بھی تقریر کی۔ تقریر کے بعد شاعر نے گویا ناتھ سے مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔ "صاحب کی شادی حال ہی میں ہوئی ہے نا؟"

"ہاں۔"

"اس عورت کو پہلے سے جانتے تھے؟"

"نہیں۔"

"اس کے کئی محبت نامے ایک آدمی کے پاس ہیں۔"

"یہ بات شاردا نے مجھے بتا دی تھی۔"

"شادی سے قبل بچہ پیدا ہونے والی بات بھی۔"

سب جانے۔

"آپ سب یہ [illegible]؟" [illegible]

[illegible] تمام کام مکمل ہو چکا تھا۔

[illegible] ہو گیا [illegible] رخصت ہو گیا۔

"آج تک [illegible] اس ملاقات [illegible] کومل ہاتھ [illegible]

[illegible]؟"

کومل ہاتھ [illegible] تھی۔ [illegible]

[illegible] کر لی۔

"میں [illegible]"

"آ [illegible]"

"ہاں ہوگئی۔"

"مجھے [illegible] زندگی [illegible]"

"[illegible]"

"آپ نے۔"

"مجھے [illegible]"

"میں؟" [illegible] کومل ہاتھ [illegible]

[illegible] "[illegible]"

مکمل ناول

1۔ "[illegible]"

2۔ [illegible]"

[illegible]

۔ [illegible]

[illegible]

۔۱ اردو میں [illegible]

۔۲ [illegible]

۔۳ [illegible]

۔۴ [illegible]

گجراتی کہانی : پنا لال پٹیل

مترجم : مظہر الحق علوی

دریا کے کنارے

شام نے آسمان کو پوری طرح گیروا رنگ میں رنگ دیا تھا۔ پُرسکون بہتی ہوئی ندی کا نیلا پانی اس سے چھپا ہوا تھا۔ ندی کے کنارے ایک ٹیلے پر بیٹھا [illegible] کے کھیت پر بھی سونا بکھر گیا تھا۔ اس پار کی گھاٹی میں [illegible] ہوئی [illegible] نظر آ رہی تھی۔ [illegible] کی ٹھنڈک نے شام کو سہانا بنا دیا تھا۔

کھڑکی پر بیٹھے اس لڑکے کے سامنے بھیڑ بکریوں اور گائے بھینسوں کے جھنڈ [illegible] طرف چل رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں بڑے جانور اپنی جگہوں پر پاؤں جما دینے لگے۔ بھیڑ بکریاں بھی سامنے کے [illegible] میں بکھر گئیں۔ [illegible] اس نے [illegible] کی تھی کہ اس کی نظر [illegible] کے کھیت سے اس پار ندی کے کنارے پہنچ گئی۔

چھوٹا سا سورج [illegible] اپنی روشنی چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔ [illegible] رنگ کے پنچھیوں [illegible] اور بھی چڑیوں کے [illegible] میں [illegible] ایک [illegible] پانی [illegible] کنارے پر آ رہا تھا۔ [illegible] کے پاس [illegible] کی کوشش کر رہا تھا۔ ساتھ ساتھ [illegible] موٹی موٹی [illegible] بھی [illegible] جا رہا تھا۔

"کیا دیکھ رہی ہو [illegible]؟ [illegible] ایک کونے میں [illegible] کرتی ہوئی [illegible]۔ مگر پھر بھی وہ ندی کے کنارے کی طرف ان [illegible] کو دیکھنے لگی۔

"اور تو [illegible] آنکھیں بیٹھیں؟ [illegible] دکھائی دینے [illegible] کا لہجہ نرم تھا، مگر ندی کے کنارے کی [illegible] آنکھوں میں [illegible] اور نرم رخسار پر پوری طرح [illegible] چھائی ہوئی تھی جو ہر لمحہ [illegible] جا رہی تھی۔

"ہوں! [illegible] کی طرف [illegible] جب [illegible] پچھلے سال ایک [illegible] سے [illegible] تین برسوں سے [illegible] ہوئی ہے۔"